الحاج سید عبدالرحیم شاہ سجاولی

مولانا نور محمد سجاولی

سید عبدالرحیم شاہ سجاولی (جن کے اوقاف کی بدولت شاہ ولی اللہ اکیڈمی اور دوسرے کئی دینی ادارے چل رہے ہیں) وادیٔ مہران کے جنوبی حصّہ لاڑ کی ممتاز اور مایۂ ناز شخصیت تھے۔ آپ کی پیدائش سندھ کے مشہور علمی قصبہ مٹیاری ضلع حیدرآباد کے سادات گھرانے میں ہوئی۔ جن کو ان کے جد امجد سید جرار کی طرف نسبت کی وجہ سے جرار پوتا کہا جاتا ہے۔ سید عبدالرحیم شاہ کے والد کا نام سید محمد رحیم شاہ تھا۔ سید رحیم شاہ کے تین بیٹیاں اور تین فرزند ہوئے سب سے بڑے صاحبزادے کا نام سید ہاشم اور دوسرے کا سید عبدالرحیم شاہ تھا۔ جن کی ولادت قصبہ سجاول ضلع ٹھٹہ میں ہوئی۔

الحاج سید عبدالرحیم شاہ کی ابتدائی تعلیم مٹیاری کے ایک ماسٹر میاں عبدالکریم کے پاس ہوئی جہاں آپ نے سندھی کی پانچ جماعتیں پڑھیں دینی تعلیم کے لئے ان کے والد نے ان کو آخوند حافظ محمد عثمان کے ہاں قرآن شریف اور فارسی کی تعلیم کے لئے بٹھایا۔ شاہ صاحب کے والد میاں محمد رحیم شاہ اپنے دونوں فرزند سید عبدالرحیم شاہ اور سید ہاشم کی مزید تعلیم اور تربیت کیلئے سندھ کے مشہور مفتی اور فقیہ عالم مولانا حامداللہ صاحب میمن کو ان کے گاؤں ہیلہ سے منتقل کرا کر سجاول لے آئے جہاں دونوں بھائی دینی تعلیم حاصل کرنے لگے اس اہتمام کے بعد سید عبدالرحیم شاہ کے والد سید محمد رحیم شاہ جلد ہی ۱۹۱۸ء میں انتقال فرما گئے اور پھر صاحبزادوں کی تربیت اور کفالت کا سارا ذمہ سید محمد رحیم شاہ مرحوم کے بہنوئی سید قادر ڈنہ شاہ پر پڑا۔ سید قادر ڈنہ شاہ ایک اعلیٰ درجہ کے منتظم اور با اثر شخصیت تھے انہوں نے صاحب زادوں کی پرورش

اور تربیت کا اتنا ہی خیال کیا جتنا کہ ان کے والد مرحوم محمد رحیم شاہ کو تھا۔

سید قادر ڈنہ شاہ اگرچہ تحصیل گونی ضلع حیدرآباد کے تھے، مگر محض صاحب زادوں کی تربیت اور پرورش کی خاطر گونی کو چھوڑ کر سجاول میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہ دونوں بھائی سید قادر ڈنہ شاہ کی نگرانی میں مولانا حامد اللہ صاحب سے تعلیم حاصل کرتے رہے اور جب دین کی ضروری تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنے آبائی پیشہ زمینداری چلانے کے قابل ہوئے تو سید قادر ڈنہ شاہ نے ان کا تمام کاروبار ان کے حوالہ کردیا اس طرح اس سادات خاندان کے یہ چشم وچراغ زمانہ کے نشیب وفراز سے آگاہ ہو کر اپنے کاروبار میں لگ گئے۔ اور مذہبی تعلیم سے ان کا اچھا لگاؤ پیدا ہوگیا۔

الحاج سید عبدالرحیم شاہ کی شادی خانہ آبادی شہر ٹھٹہ کے بخاری سادات میں سے سید تاج محمد شاہ کی بیٹی سے ۱۷ ذوالحج ۱۳۱۸ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۰۱ء میں ہوئی، یہ شادی بھی سید قادر ڈنہ شاہ کی تحریک سے ہوئی۔ سید قادر ڈنہ شاہ صاحب نے شروع سے ہی صاحبزادوں کی آبائی میراث کو تینوں بھائیوں میں تقسیم کردیا تھا سید عبدالرحیم شاہ اور ان کے بڑے بھائی سید ہاشم شاہ اپنی خداداد قابلیت اور لیاقت سے زمینداروں میں اپنی حیثیت میں کافی اضافہ کیا اور ضلع ٹھٹہ کے سرکردہ زمینداروں میں شمار ہونے لگے۔

دارالفیوض الھاشمیہ کا قیام

مرحوم سید عبدالرحیم شاہ کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ ایک صابر وشاکر خدا ترس انسان تھے آپ کی یہ تمنا تھی کہ دین کی سربلندی اور دینی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے کوئی مثالی ادارہ قائم کیا جائے اس تمنا کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے سجاول میں ایک عظیم دینی درس گاہ کی بنیاد ڈالی۔ اور اس سلسلہ میں مولانا محمد صادق کھڈہ والے، مولانا محمد سلیمان نبوی اور حکیم فتح محمد صاحب سیوہانی کو مدرسہ بورڈ کا ممبر بنایا اور اس کار خیر کے لئے آپ نے ۳۳۷ ایکڑ زرعی اراضی اور سکنی مکانات اور دوکانات وقف فرماکر ایک ٹرسٹ بورڈ بنا کر مذکورہ جائدادان کے سپرد فرمائی۔ اس مدرسہ عربیہ کے لئے آپ نے اپنے بڑے بھائی سید ہاشم شاہ مرحوم کا ایک شاندار بنگلہ دوسرے متعدد مکانات بورڈ کے سپرد کئے، آپ نے سجاول میں ایک شاندار جامع مسجد مع

دکانوں کے بھی تعمیر فرمائی۔ اس ادارہ کا نام دارالفیوض الہاشمیہ تجویز فرماکر اس کی بنیاد ۱۹ رجمادی الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۲۱ء پر رکھا۔

شاہ صاحب صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند تھے، اشراق اور تہجد بھی التزام سے ادا کرتے تھے آپ کو علم اور مذہبی علماء سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ یہ علماء کی صحبت اور مذہب کا اثر تھا کہ آپ باوجود بڑے زمیندار ہونے کے خلافت تحریک میں کافی حصہ لیا اور کوئی سرکاری اعزاز قبول نہ فرمایا۔ ہندوستان کے مقتدر علماء جیسے کہ مولانا آزاد، مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد سے آپ کے اچھے تعلقات تھے شیخ عبدالمجید سندھی کو ۱۹۳۰ء میں بمبئی کونسل میں منتخب کرانے میں آپ کا بڑا ہاتھ تھا۔ آپ کی دینداری کا یہ عالم تھا کہ ایک طرف تو دینی مدرسہ قائم کیا اور دوسری طرف آپ نے آٹھ بار حج فرمایا اور کبھی اس سفر میں آپ کے ساتھ علماء اور حفاظ کا بڑا جتھا ساتھ ہوتا جن کے مصارف کا بوجھ شاہ صاحب خود اٹھاتے تھے۔

آپ نے مدینہ منورہ میں بھی ایک مسجد تعمیر کرائی اور اپنے قصبہ کے گرد و نواح میں علماء کی ایک جماعت کو تیار فرمایا۔ جن کے ہاں مسلمانوں کے باہمی تنازعات شرع کے مطابق حل ہوتے تھے۔ آج بھی لاڑکی سرزمین پر جو تھوڑا بہت علماء کا اثر ہے وہ شاہ صاحب کی بدولت قائم ہے۔

آپ کا وجود دین اور تبلیغی حلقوں کے لئے ابر رحمت تھا اسی طرح اس مستعار زندگی کے دن ختم ہوگئے اور شاہ صاحب کا ۲ رشعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۲ رجون ۱۹۴۷ء میں انتقال ہوا۔
شاہ صاحب کے کردار کا آج تک کوئی انسان پیدا نہ ہوا اور یہ خال اب تک باقی ہے۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں میں
وہی ہے آب و گل ایران، وہی تبریز ہے ساقی